مدیر کے نام

مولانا ایاز احمد حقانی ‘پشاور

’زلزلے کے بعد......!‘ (دسمبر ۲۰۰۵ء) محترم قاضی حسین احمد کی دردِ دل سے لکھی ہوئی تحریر ہے۔ ’زلزلے کے بعد بحالی اور جماعتِ اسلامی‘ سے ملک بھر میں جاری بحالی کے کام کا بخوبی اندازہ ہوا‘ ’حکمت مصائب‘ وقت کی ضرورت ہے مگر مصیبت کی اس گھڑی میں بھی بعض عاقبت نااندیش غفلت کا شکار ہیں اور عبرت نہیں پکڑ رہے۔ضرورت اجتماعی توبہ‘ منکرات کو دبانے اور معروف اور خیر کو غالب کرنے کے لیے بھرپور جدوجہد کی ہے۔

احمد علی محمودی ‘ حاصل پور

’زلزلے کے بعد......!‘ (دسمبر ۲۰۰۵ء) جہاں جماعت اسلامی کی برادر تنظیموں اور دوسری دینی جماعتوں کی کارکردگی کا خوب صورت پیرائے میں بیان ہے‘ وہاں اس حقیقت سے بھی پردہ اٹھایا گیا ہے کہ کس طرح حکومتی میڈیا کو دینی جماعتوں کی خدمات کو نظرانداز کر کے حقائق کو چھپانے اور خلافِ حقیقت تصویر سامنے لانے کے لیے استعمال کیا گیا۔

اعجاز علی ندیم ‘لاہور

’قیادت کا معیارِ مطلوب‘ (دسمبر ۲۰۰۵ء) پڑھا‘ بار بار پڑھا۔مولانا مودودیؒ کی تحریروں سے اقتباسات اور مصنف کے تبصرے سے اندازہ ہوا کہ تحریکِ اسلامی میں قیادت کا حقیقی معیار اور تقاضے کیا ہیں۔

دانش یار ‘لاہور

ترجمان القرآن میں پروف کی اغلاط وہ بھی ایک نہیں‘ کئی کئی دیکھ کر دل کو تکلیف ہوتی ہے۔ غیروں کے رسالوں میں ایک بھی غلطی برسوں میں نہیں دیکھی۔ایسا کیوں ہے؟

دسمبر ۲۰۵ء کے شمارے میں پروف کی اغلاط اور درست املا ملاحظہ کیجیے: لڑلے/لڑکے (ص۱۴)‘ جو چپ رہے گی زبانِ خنجر......مصرعے کو شعر کی طرح لکھا گیا (ص۲۳)‘ مستعبد/مستبد (ص۵۲)‘ رجعت قہقری/رجعت قہقریٰ (ص۵۹)‘ اشعار غلط لکھے گئے: نگہہ/نگہ (ص۶۴)‘ کہ میرِ کارواں......./کہ امیرِ کارواں (ص۶۴)‘ Dairy / Diary (ص۶۶)‘ مگس بانی (شہید)/شہد (ص۸۴)‘ الیگزندر سولزنٹبین/ الیگزنڈر سولزنٹسین (ص۸۷)‘ weak / week (ص۸۸)‘ بدلہ/ بدلا (ص۱۰۰)‘ نظریئے/نظریے (ص۱۰۰)‘ سینٹر/سنٹر (ص۱۰۲)‘صفحات:۵۴/۵۴۰ (ص۱۰۶)۔

طارق محمود زبیری 'لاہور

'زلزلے کے بعد بحالی اور جماعت اسلامی' (دسمبر ۲۰۰۵ء) میں جمعیت طلبہ عربیہ کا تذکرہ تشنہ رہا۔ جمعیت نے الخدمت فاؤنڈیشن کے تحت کام کا آغاز کیا' افرادی قوت مہیا کی' جب کہ مانسہرہ کو مرکزی کیمپ بنایا۔ متاثرہ اضلاع میں بحالی و دعوت وتبلیغ کا کام شروع کیا۔ آزاد کشمیر کے متاثرہ علاقوں میں پانچ مساجد اوران سے ملحق مدارس قائم کیے۔ سیکڑوں بچوں کی کفالت کی جارہی ہے۔ مجموعی طور پر ۱۰ مدارس میں حفظ و ناظرہ کا اہتمام کیا گیا' جہاں پر ۶۵۰ بچے قرآن کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ بڑی تعداد میں طلبہ کو مدارس میں داخلہ دلوایا گیا۔ تعمیر مساجد منصوبے پر بھی کام کا آغاز ہو چکا ہے۔

محمد یعقوب ربانی 'صادق آباد

مولانا مودودیؒ کا مضمون 'علامہ اقبالؒ کا اصل کارنامہ' (نومبر ۲۰۰۵ء) نظر سے گزرا۔ بلاشبہہ ہزاروں مضامین پر بھاری ہے۔

عبدالمجید شیخ 'حیدرآباد

'رسائل و مسائل' کے تحت 'اسلامی نظام معاشرت کے بعض اہم بنیادی مسائل' (نومبر ۲۰۰۵ء) اور 'مشترکہ خاندانی نظام: چند عملی مسائل' (دسمبر ۲۰۰۵ء) میں حقیقی خاندانی مسائل پر اسلامی نقطہ نظر پیش کیا گیا ہے۔ ضرورت اپنا جائزہ لینے اوراپنے رویوں میں اصلاح کی ہے۔

محمد یعقوب علی زئی 'ہری پور

'رسائل ومسائل' (نومبر ۲۰۰۵ء) میں ایک محترم بہن نے جو کسی گورنمنٹ کالج میں ملازم ہیں نہایت اہم معاملے کی طرف توجہ دلوائی ہے۔ ان اداروں کی جائز ضروریات کے لیے وسائل مہیا کرنا حکومت کا اولین فرض ہے۔ تعلیمی اداروں میں خصوصاً طالبات کے اور مخلوط تعلیمی اداروں میں مختلف حیلوں بہانوں سے غیراسلامی تقریبات کا انعقاد ایک بڑا مسئلہ بنتا جارہا ہے۔ 'روشن خیالی' اور 'اعتدال پسندی' کی گردان اور مسلسل ترغیب قوم کو گمراہی کی طرف لے جارہی ہے۔ حال ہی میں آنے والے زلزلے کی تباہ کاریوں سے اگر ہم یہی سبق سیکھ کر اپنی اصلاح کرلیں تو یہ خوش قسمتی ہوگی۔

امیرالدین مہر 'کراچی

ابوالامتیاز ع س مسلم کی کتاب لمحہ بہ لمحہ پر جناب رفیع الدین ہاشمی کا تبصرہ (نومبر ۲۰۰۵ء) پڑھا۔ اس تبصرے کے آخر میں لکھا گیا ہے: 'ترقی پزیر اور تنزل پزیر' جیسی تراکیب میں پذیر کی جگہ پزیر لکھا گیا ہے۔ یہ لفظ ذال (ذ) سے ہونا چاہیے نہ کہ زے (ز) سے (ص ۱۰۴)۔

میں نے گذشتہ ایک سال سے صرف ذال (ذ) پر تھوڑا سا مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ ذ حرف اُردو فارسی

اور ہندی کا ہے ہی نہیں۔ یہ حرف صرف عربی زبان کا ہے۔ چنانچہ فوری طور پر دستیاب اُردو لغات میں سے نسیم اللغات دیکھا تو اس میں ذ سے بننے والے کل کلمات ۳۴ ہیں اور یہ سب کے سب عربی زبان سے ماخوذ ہیں۔ اس طرح میرے سامنے ڈاکٹر نبی بخش بلوچ کی سندھی لغات پانچ ضخیم جلدوں میں موجود ہے، اس میں ذ سے مرکب اتنے ہیں یا اس سے قدرے زیادہ اور سب عربی سے آمدہ ہیں۔

جو اہلِ علم گزشتہ، پزیر، گزرگاہ اور گزرا ہوا وغیرہ کلمات ذ سے لکھنے کا کہتے ہیں، انھیں ان کلمات کا اصل اور ان کی اصل اور ان کی اصلی زبان جس سے یہ نکلے ہیں وہ دیکھنی چاہیے اور وہ فارسی ہے جس میں ذال (ذ) کا حرف ہی نہیں ہے جس کے یہ کلمات، جیسے گزشتن، گزاشتن وغیرہ ہیں۔ اگرچہ یہ رسم الخط اتنا عام ہوگیا ہے اور رواج پا گیا ہے کہ شاید اس سے رجوع نہ کیا جاسکے، تاہم صحیح رسم الخط کو تسلیم کرنا تو چاہیے، محترم ابوالامتیاز ع س مسلم کو داد دینا چاہیے کہ انھوں نے ایک صحیح تلفظ اور رسم الخط کو باقی رکھنے کی کوشش کی ہے۔

تلمیز ایس برنی، کراچی

ترجمان القرآن ماہ دسمبر ۲۰۰۵ء پڑھنا شروع کیا تو ختم کیے بغیر رکھنے کو جی نہ چاہا۔ 'زلزلے کے بعد'، 'حکمت الٰہی' اور دیگر مضامین بلاشبہہ آپ کی محنت و کاوشوں کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ اختتام پر یہ کہے بغیر نہ رہ سکا کہ یہ ایک بہترین رسالہ ہے! اللہ پاک سے دعا ہے کہ آپ کو صحت کاملہ عطا فرمائے تاکہ آپ اپنے نیک مقصد کے لیے ترجمان القرآن کی اشاعت جاری رکھیں۔ اس طرح مجھ سمیت بہت سے لوگ اس رسالے کے ذریعے آپ کے علم سے مستفید ہوسکیں گے۔